از جناب پروفیسر محمود الحق حقانی
اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی

پدرم بزرگوارم! جنکی زندگی ایک کھلی کتاب ہے

جناب پروفیسر محمود الحق حقانی حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ کے دوسرے صاحبزادے ہیں، اسلامیہ کالج پشاور یونیورسٹی میں ایسوسی ایٹ پروفیسر (کیمسٹری) ہیں سنڈیکیٹ پشاور یونیورسٹی کے ساتویں مرتبہ ممبر منتخب ہورہے ہیں اور اس وقت پاکستان ایمبیسی میں بطور ایجوکیشنل قونصلر کے کام کررہے ہیں ان کی وقیع اور جامع تحریر پیش خدمت ہے

محترم مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب! اسلام مسنون

محترم جناب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے حکم اور آپ کے باربار کے تقاضوں کے پیش نظر یہ چند سطور لکھنے پر مجبور ہوں ورنہ میں نے ارادتاً لکھنے سے تامل برتا تھا۔

چہ نسبت خاک را

حقیقت یہ ہے کہ کہاں میں اور کہاں حضرت شیخ رحمہ اللہ چہ نسبت خاک را۔ افسوس تو یہ ہے کہ میں واقعتاً یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے تو حضرت رحمہ اللہ کے پاؤں کے خاک سے بھی کوئی نسبت نہیں ورنہ اس خاک کو بھی آنکھوں کے نور اور بینائی کے لیے ایک نادر نسخہ سمجھتا۔ اور دربار خداوندی میں اس خاک سے نسبت کو اپنی نجات کے لیے پیش کرتا۔ کاش میرے یہ الفاظ کسر نفسی یا مبالغہ آرائی میں شمار کیے جاسکتے۔ مجھ جیسے نابکار اور گنہگار تو ان برگزیدہ ہستیوں کے لیے باعث فخر نہیں بلکہ باعث ننگ ہی ہوتے ہیں۔ ان جیسی ہستیوں کے ساتھ خونی رشتہ دنیا کی نظروں میں باعث فخر تو ہوگا لیکن کم از کم میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھ جیسے گنہگار کے لیے ایک عظیم امتحان ہے ان جیسے رشتوں پر فخر کرنا تو آسان ہے لیکن اس تقدس کو برقرار رکھنا ہم جیسے حقیر اور کمزور انسانوں کے لیے مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہی ہے۔ یقین جانیے کسی بھی مجلس یا کسی بھی فرد کے سامنے کبھی بھی اپنے آپ کو حضرت شیخ کے فرزند کے طور پر متعارف کرنے کی جرأت نہیں کی۔ آپ ہی بتلائیے کہاں سے وہ قلم لاؤں اور کیسے جرأت کروں کہ حضرۃ شیخ رحمہ اللہ کے متعلق لکھوں یا ان کے کسی ایسے گوشہ زندگی کو آشکارا کروں جو عقیدتمندوں کی نظروں سے اوجھل ہو یہ حق میرا نہیں بلکہ صحیح حقداروں کا ہے کبھی کبھی تنہائی میں سوچتا ہوں تو یہ سارا کچھ خواب ہی دکھائی دیتا ہے۔

رمضان کی راتیں، حضرت رحمہ اللہ کا ذکر اور کائنات کا رقص

رمضان کا مہینہ، برکتوں اور عظمتوں کی راتیں، حضرت رحمہ اللہ کا اونچی اور سوز میں ڈوبی ہوئی آواز میں کلمہ طیبہ کا ورد اور پھر سجدہ ریز ہوکر آہ وزاری آج تک کانوں میں گونجتی جارہی ہیں ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے پوری کائنات شوق بندگی میں جھوم رہی ہے اللہ اللہ کہاں اور کیسے پھر وہ منظر سامنے آئے۔

خواب میں درس حدیث اور شیطان کا تعاقب

وہ منظر بھی دل ہلادینے والا ہوتا تھا جب حضرت رحمہ اللہ نیند کی حالت میں واضح الفاظ اور نہایت جوش وجذبے کے ساتھ تقریر کررہے ہیں اور مجمع کو شیطان مردود کے راستہ پر نہ چلنے کی تلقین کرتے جارہے ہیں اچانک جوش میں آکر اسی نیند کی حالت میں اٹھ بیٹھتے ہیں اور شیطان کو مارنا شروع کردیتے ہیں اور ساتھ ساتھ کہتے جارہے ہیں اے لعین ومردود آج تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا اور یہ منظر اس وقت اختتام پذیر ہوتا ہے جب والدہ رحمہا اللہ اٹھ کر حضرت رحمہ اللہ کو جھنجھوڑتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا شان ہے، اٹھتے سوتے ہر وقت دشمنان دین سے برسر پیکار، یہ منظر کئی بار دیکھا لیکن باوجود ارادہ کے ریکارڈ نہ کرسکا۔

خودداری کی انتہا اور شفقت پدری کا وفود

حضرۃ رحمہ اللہ کی خودداری اور شفقت پدری کا اندازہ لگانے کیلئے چھوٹا سا واقعہ سنیے۔ شہید جنرل ضیاء الحق اکثر حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ایک دفعہ سی ایم ایچ ہسپتال راولپنڈی میں حضرت رحمہ اللہ صاحب فراش ہیں اچانک اطلاع آتی ہے جنرل صاحب تشریف لانے والے ہیں میرے ہاتھ میں اپنے ایک ذاتی مسئلہ کے سلسلہ میں درخواست ہے میں عرض کرتا ہوں میری درخواست اپنی سفارش کے ساتھ جنرل صاحب کو دے دیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر کچھ دیر بعد دوبارہ گذارش کرتا ہوں، ممتاز خان آف شیدو بھی ہنستے ہوئے عرض کرتے ہیں یہ معمولی درخواست ہے۔ جنرل صاحب کو پیش کرنے میں کوئی برائی نہیں، خاموش رہتے ہیں پھر کچھ توقف کرکے فرماتے ہیں بیٹیا۔ مانگنے سے انسان کی عزت اور خودداری پر آنچ آتی ہے یہ سنتے ہی میں نے درخواست

جیب میں واپس ڈال دی اور باہر جنرل صاحب کے استقبال کے لیے کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر بعد حضرتؒ نے سوچا شاید میں ناراض ہو گیا ہوں برادرم ممتاز خان کے ذریعے پھر کہلوایا نہایت شفقت سے پوچھا ناراض ہو گئے ہو۔

اگر درخواست دینا ہی چاہتے ہو تو جنرل صاحب کے کمرے سے نکل جانے کے بعد رخصت کرتے وقت دے دو۔ میں نے کہا بالکل نہیں۔ جب آپ کی مرضی نہیں تو بالکل نہیں دوں گا بہت ہی خوش ہوتے اور دعائیں دیں سوچتا ہوں کتنا عظیم باپ تھا۔

آئندہ تاخیر سے آنے کی شکایت نہ کی جائے

خیبر ہسپتال پشاور میں صاحب فراش ہیں دونوں وقت پرہیزی پہنچانا میرے ذمہ۔ کالج اور یونیورسٹی میں مصروفیتوں کی وجہ سے اکثر کھانا لیٹ ہو جاتا۔ ایک دن بھائی صاحب نے شکایت کی کہا اتنی دیر سے آتے ہو۔ دوائی کا ٹائم گزر جاتا ہے حضرتؒ خاموش رہے بعد میں خادمین کو کہا کہ محمود لوگوں کی خدمت کرتا ہے اگر کبھی لیٹ ہو جاتے تو کوئی بات نہیں آئندہ لیٹ آنے کی شکایت نہ کرو۔

لوگ مکان کے لیے نہیں مکین کے پاس آتے ہیں

والدہؒ سے ایک دفعہ عرض کیا کہ حضرتؒ کو مجبور کریں کہ مکان کے ساتھ والے بیٹھک کو جو بہت بوسیدہ ہو چکا ہے۔ دوبارہ بنوا دیا جائے حضرتؒ نے والدہؒ کے ذریعے نصیحت کی کہ لوگ مکان دیکھنے کے لیے نہیں بلکہ اس میں رہنے والے کے پاس آتے ہیں اپنے آپ میں وہ اخلاق پیدا کریں کہ خلق خدا تم سے ملنے کی مشتاق ہو۔

کھلی کتاب

مولانا عبدالقیوم صاحب! لکھنے کے لیے تو بہت کچھ ہے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا یہ حق ان لوگوں کا ہے جو اس کے صحیح حقدار ہیں حضرتؒ کی زندگی ایک کھلی کتاب کی مانند تھی اور وہ قال اللہ اور قال الرسول سے عبارت تھی۔ کبھی بھی دنیاوی باتوں میں حصہ نہیں لیا جب بھی مجلس میں ایسی باتیں ہوتیں۔ حضرتؒ خاموشی کو ترجیح دیتے دین کے ترویج کی بات ہوتی۔ بڑی شائستگی، تحمل، آہستگی اور سوچ سمجھ سے بولتے ـــ درسگاہ میں احادیث نبوی کا درس اور آدھی رات کو کلمہ طیبہ کا ورد اونچی آواز سے کیا کرتے تھے۔

عیادت اور مریضوں کی مدد

محلہ میں کوئی بیمار ہوتا تو مغرب یا عشاء کی نماز کے بعد ان کی بیمار پرسی کے لیے ان کے دروازے پر اکیلے چلے جاتے اور گھر واپس آکر ان لوگوں کی مدد کی تلقین فرماتے۔

والدہ کا احترام اور ان کی دعائیں

حضرتؒ اپنی والدہؒ کی نہایت قدر کرتے تھے جب بھی کسی جلسہ میں شرکت کرنے جاتے یا گھر سے باہر نکلتے اپنی والدہؒ کے پاس آکر کھڑے ہو جاتے اور ان سے اجازت مانگتے۔ آخری عمر میں دادی صاحبہ کی بینائی جا چکی تھی اور اونچا سنتی تھیں۔ والد صاحبؒ ان کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور گھر کا کوئی فرد ان سے اونچی آواز میں حضرتؒ کے لیے اجازت مانگتے دادی اماں حضرتؒ کے واپس آنے تک جھولی پھیلاتے ہوتے یہ فقرے دہراتیں اے اللہ میرا بیٹا تمہاری امانت میں ہے مجھے صحیح سلامت واپس لوٹانا ہوگا۔

مہمانوں کی خدمت

مہمانوں کی خدمت اور عزت افزائی حضرتؒ کے زندگی کا معمول تھا مہمان کو گھر کے لیے برکت سمجھتے تھے خود ذاتی طور پر ان کے آرام وسکون کا خیال رکھتے نماز تہجد اور فجر کے لیے پانی صاف ستھرا بستر اور صبح ناشتے کے لیے ذاتی طور پر نگرانی کیا کرتے۔

بیماری کے دوران میں گھر ہو یا ہسپتال۔ کسی ملنے والے کو آرام میں خلل کی وجہ سے ملنے سے منع کرنے پر سخت ناراض ہو جاتے تھے اور حکم دیتے کسی کو واپس نہ کیا جائے۔

پڑوسیوں کی خدمت

رمضان کے مہینہ میں افطاری کے وقت محلہ کے تقریباً تمام گھروں میں افطاری بھیجنے کا اہتمام کرتے اور مسجد میں مسافروں اور طلباء کے لیے خصوصی ہدایات دیتے اور وظائف پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہر گھر میں بھیجی جانے والی افطاری کا خود معائنہ فرماتے اور اشارے کے ساتھ بھیجنے کا حکم دیتے۔

پس نوشت، مکتوب از جدہ

محترم جناب مولانا عبدالقیوم صاحب مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں ۱۴/ اکتوبر جدہ پہنچ گیا ہوں اور ۲۱ اکتوبر سے قونصلیٹ میں کام شروع کر دیا ہے ابھی تک سیٹ نہیں ہو سکا اس لیے کہ یہ نئی جگہ ہے اور کام بھی نیا اس لیے ابھی تک لکھنے کا موڈ نہیں بنا سکا۔ بہرحال آپ کے مطالبہ کے پیش نظر اگر اب بھی موقعہ ہو تو مندرجہ ذیل چند واقعات جو ابھی ذہن میں آرہے ہیں وہ میرے مضمون کے ساتھ لگوا دیں۔

(بقیہ ص۲۵۹ پر)